قاسم کس کے لئے آج رہا ہے رو ٹھ
سب کہتے ہیں مر گیا میں جانوں ہوں جھوٹھ

کتنی کہوں کتنی میں اس کی ہوتا جو وان جانیوالا ہے ماں اسکو جو ہوا ہو جیتا ہو تو اسکو منا لا
غم کی تاب عجب طرح سے اس دکھیا کی دلکو پالا بیٹھ کے جس جاگہ روتی ہے تو کا اسکا جانبہ دو تھا

کرتی ہے غم میں تیرے روز و صبح و شام
پیٹے ہے یہ دم بدم لے لے تیرا نام

رو رو کر سر پیٹے ہے گاہ کبھی یوں گھبرا کر جاکر تم میں سے جو کوئی اسکی خبر نہیں دیتا ہے لا کر
چھوڑو مجکو واسطے رب کے ڈھونڈوں اسکو میں بن بر مجھکے دلیں بیابانوں انکی بر کبھی کس گلی میں آکر

کرتی ہے اس طرح سے رو رو گریہ میں
خلقت میں سے جو کوئی رہتا ہے نہیں

جو منکس اس دکھیا کی شادی کا قصہ یہ سنے گا غم کی اگن سے جی جیتے تک نکل اسکا جون مرغ
دم کو یہ تم خوشی رو رو کر بھر عمر چنے گا اس دم کو یہ پڑھا وہ بس اپنا ہر آن دست

یہی دعا یارب مری مستجاب اب ہوئے
جبتک جیوے سائیاں تب تک جیوے جوئے

سودا آل نبی نے جب اُٹھ دیکھا جور فلک سے کب نظر آیا ظلم و ستم بن بیسوں کو کچھ نزد فلک
دیکھی بدی یہ مطلب انھوں ذ ساتھ ہی ہر طرز فلک سے شادی میں بھی غم کی صورت الحمد لله فی الغور فلک

شادی کا جن کے سنا تم نے یہ کچھ حال
غم کا اُنکے کیا کہوں پوچھ مت احوال

مرثیہ مسدس

خامہ ام حرف حکایت می کند عالمے را ابر غارت می کند
غم بد لہا کار آفت می کند گریہ بے حد و نہایت می کند

برق چشمک زن اشارت می کند
بشنو از نے چوں حکایت می کند

شاہ دیں نے جب مدینہ چھوڑ کر کربلا کے عزم پر باندھی کمر

تب کہا ہر دوست سے با چشم تر — حق نے یون چاہا نہ تھا قصد سفر
سب سے یہ بندہ چلا شاکر مگر
از جدائیہا شکایت می کند

میرے جینے کی خبر جب تک سنو — ور گذر خط لکھنے سے مت کیجیو
بھول جانا تم نہ دور افتادون کو — پر اٹھا کر جب قلم لکھنے لگو تو
بھر کے آہ سرد یک دیگر کہو
بشنو از نے چون حکایت می کند

جد کے جا مرقد پہ بولا پھر امام — دل مین تھا زیر قدم ہوون مین تمام
دہر نے چاہا نہ یان میرا قیام — شکوہ ہر چند اس سے کرنا ہی حرام
پر یہ دل آزردہ اے خیر الانام
از جدائیہا شکایت می کند

اس سفر کا دکھ کرون مین کیا بیان — ساتھ ہے عابد مرے وہ ناتوان
تن پہ جسکے مین رگ و پے کا نشان — سر سے لے تا پا ہی اک خشک استخوان
بات کرتا ہے تو کہتا ہے کہان
بشنو از نے چون حکایت می کند

ضعف کے مارے اب اسکا ہے یہ حال — اٹھ پھر اسکو پڑا رہنا نڈھال
اس مصیبت کو مری کیجو خیال — ساتھ لیجانا تو ہے اسکا وبال
رہنے کو کہتا ہون تو میرا وہ لال
از جدائیہا شکایت می کند

مین تو ہون سب طرح راضی برضا — پر تاسف ہے تو اتنی بات کا
راقم تقدیر جب لکھنے لگا — خامہ لیکر میری قسمت کا بدا
کیون نہ اُن نے تجھسے اتنا کہہ دیا
بشنو از نے چون حکایت می کند

عرض یہ کرتا ہے شبیر غریب — کر مرخص جلد اے حق کے حبیب
کربلا تا پہونچے یہ محنت نصیب — صبر نے سر مین نہ خنجر مین شکیب

اب ہم ہر اک بحالات عجیب
از جدا ایہا شکایت می کنند

آل تیری اے ز سر تا پا کرم
پر مجھے اس بات کا ہے سخت غم
عین لطف اپنے سمجھے ہے ستم
جب جزا اس کام کی ہوگی رقم

اقم امت سے کیے کا دمبدم
بشنو از نے چون حکایت می کند

شاہ دین القصہ کرتا تھا کلام
ڈالتے تھے خاک سر پر خاص و عام
چشم حاکم مین تھی یکسان صبح و شام
اقتدی کہتے تھے رو رو کر تمام

آگے پیغمبر کے اے یار و امام
از جدا ایہا شکایت می کند

جب چلا رخصت ہو وہ عالی نسب
دیکھیے یہ اے دل محنت طلب
یون کیے تھا بھر کے آہ سرد تب
سر کٹے ہو دوست بن تا روز و شب

خامۂ تقدیر کیا کہتا ہے اب
بشنو از نے چون حکایت می کند

آخرش جس خانہ پایا قطرۂ آب
تشنگی سے جب ہوا سینہ کباب
ڈالی وان بستی مدینہ کر خراب
تب کیا رو کر محمد کو خطاب

سب طرح شاکر ہے بندہ بے حساب
از جدا ایہا شکایت می کند

آہ جس صورت سے ابن مصطفےٰ
ظالمون کے ہاتھ سے مارا پڑا
کربلا کے بن مین با چندین جفا
مین مفصل کیا کہون وہ ماجرا

دیکھ آگے خامہ اب کہتا ہے کیا
بشنو از نے چون حکایت می کند

ظالمون نے کر کے قتل بے سبب
دیکھ مشغول تلاوت اسکے لب
شاہ دین کا سر کیا نیزے پہ جب
ہوئے اکثر تو حیران کر عجب

بول اٹھے بعضے لعین بے ادب
از جدا ایہا شکایت می کند

لے گئے سر کو تو دین کے راہزن — تلملا کر رہ گیا لوہو میں تن
دور از تابوت و محروم از کفن — شب کو تھا جس ماجرا میں وہ بدن
خامہ یوں کرتا ہے تفصیل سخن
بشنو از نے چون حکایت می کند

نصف شب گذری کہ از سوئے فلک — وارد اک محمل ہوا واں یک بیک
صاحب محمل نے سر اپنا پٹک — بولی اے فرزند سینے سے تنک
اٹھ کے ٹک میرے کہ یہ دل آج تک
از جدائیہا شکایت می کند

کہ تو اب اے سبط ختم المرسلین — کیا ہوا تجھ سے گناہ اہل کین
ذبح ناحق کیوں کیا تیرے تئیں — سر تو اس مظلوم تن پہ تھا نہیں
تن صدا بولا باواز حزین
بشنو از نے چون حکایت می کند

اے کہ سر تا پا میں تجھ پر جوں سپند — غم نہ کر اس امر میں دل کے پسند
سر ہوا نزدیک حق میرا بلند — شکوہ تجھ دل ہی کو ہے اے دردمند
تجھ سے جو پوچھو تو میرا بند بند
از جدائیہا شکایت می کند

سر مرا نیزہ پہ تن بر روئے خاک — اقربا تیغ ستم سے سب ہلاک
عابدین زنجیر میں معصوم پاک — عترت اونٹوں پر اسیر اندوہ ناک
بولے گی آگے قلم ہو سینہ چاک
بشنو از نے چون حکایت می کند

تیغ گردن پر مری جس دم چلی — سر کے کٹنے تک نہ جا گہ سے ہلی
میں یہ سمجھا ہے رضائے حق بھلی — سانس بھی اس واسطے ذرہ نہ لی
تا کہے کوئی نہ یہ ابن علی
از جدائیہا شکایت می کند

فاطمہ یہ سنکے ہو بے اختیار — روئیں اس تن کے گلے لگ زار زار

www.emarsiya.com

دل میں آخر صبر کو دے کر قرار   پھر سدھارین ہو کے محمل پر سوار

خامہ ہو ختم سخن پہ اب کی بار
بشنو از نے چوں حکایت می کند

سودا تو خاموش ہو اب ایک تل   کہ قلم کو اپنے کاغذ سے نہ مل
اشک سے تنہا نہیں ہے خاک گل   آب ہے اس حرف سے پتھر کی سل

حال ہے اب یہ کہ دل سے لخت دل
از جدائیہا شکایت می کند

مرثیہ حضرت قاسم مسدس ترکیب بند

کیا کہ دن شادی قاسم کا میں احوال رقم   واسطے دیکھنے کے آرسی مصحف جسدم
بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نوشہ نے قدم   گائے تقدیر و قضا نے یہ بدھاوے باہم

قاسما مرگ جوانانہ مبارک باشد
جلوۂ شمع پہ پروانہ مبارک باشد

ہوئی ہے بزم جہان کو الم افزا یہ برات   ڈولے ہم لوہو میں دیکھیں میں یہ رنگ کھیلی رات
ای شہادت بصفا جلدی سے جل گھول نبات   جام شربت سے بھر اور رکھ کو ایک ایک کے ہات

ساقی و شیشہ و پیمانہ مبارک باشد
ہو غلطیدن مستانہ مبارک باشد

لا کے لے الغیان رن کی چمن سے پھلوار   گوندھو نوشہ کیلئے آج گل زخم کے ہار
تار گھنٹے کا کرو سہرے کیے لوہو کی دھار   گاؤ دروازے پہ تم باندھکے یہ بندھنوار

غم این خانہ بہر خانہ مبارک باشد
درد کاشانہ بکاشانہ مبارک باشد

ہے عجب جشن کہ جس میں ہو یہ اسباب سرور   سینہ ہر ایک کھڑا کوٹی ہے دف کے دستور
غم بجاتا ہے یہ ناخن زن دل ہو طنبور   اجل آ رقص میں گاتی ہے یہ نوشہ کے حضور

غم جان تو بجانانہ مبارک باشد
چہ بخویش و چہ بہ بیگانہ مبارک باشد

www.emarsiya.com